سوال

(6) نظر کا لگنا اور اس کا علاج

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا انسان کو نظر لگ جاتی ہے، اگر ایسا ہے تو اس کے لیے کیا علاج ہے، اس کے متعلق تفصیل سے ہمیں آگاہ کریں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

نظر بد برحق ہے اور اس سے کسی کو نقصان پہنچنا ممکن ہے، شرعی اور حسی طور پر یہ ثابت ہے۔ رسول ا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''نظر لگنا برحق ہے اگر کوئی چیز تقدیر سے سبقت کرنے والی ہوتی تو اس سے نظر بد ضرور سبقت کرتی اور جب تم سے دھونے کا مطالبہ کیا جائے تو اس مطالبہ کو پورا کرتے ہوئے غسل کر دیا کرو۔'' [صحیح مسلم، الطب: ۲۱۸۸]

اس سے معلوم ہوا کہ نظر بد کا لگ جانا ایک حقیقت ہے جس سے انکار ممکن نہیں، حدیث میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول ا صلی اللہ علیہ وسلم کو دم کرتے ہوئے درج ذیل کلمات پڑھا کرتے تھے ''بِاسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْئٍ يُؤْذِيكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْعَيْنٍ حَاسِدٍ، اَللّٰهُ يَشْفِيكَ بِاسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ'' [صحیح مسلم، الطب: ۲۱۸۶]

''ا کے نام کے ساتھ آپ کو دم کرتا ہوں ہر اس چیز سے جو آپ کو تکلیف دے اور ہر انسان کی شرارت اور حسد کرنے والی آنکھ سے، ا آپ کو شفا دے، میں ا کے نام سے آپ کو دم کرتا ہوں۔''

نظر بد کا دو طرح سے علاج ہوتا ہے (۱) جسے نظر بد لگی ہے اسے دم کیا جائے (۲) نظر لگانے والے کو چاہیے کہ خود کو دھوئے، پھر اس پانی کو مریض پر ڈال دیا جائے، نظر بد سے بچنے کے لیے پیشگی احتیاطی تدابیر بھی کی جا سکتی ہیں۔ رسول ا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو مندرجہ ذیل کلمات کے ساتھ دم کیا کرتے تھے۔ أُعِيذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَآمَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَآمَّة ''میں تمہیں اللہ کے کلمات تامہ کی پناہ میں دیتا ہوں، ہر شیطان اور زہریلی بلا کے ڈر سے اور ہر لگنے والی نظر بد سے'' [ابن ماجہ، الطب: ۳۵۲۵]

رسول ا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہ السلام کو اسی طرح دم کیا کرتے تھے۔'' [صحیح بخاری، احادیث الانبیاء: ۳۳۷۱]

الغرض نظر بد برحق ہے اور اس کا علاج ممکن ہے اور اس سے بچنے کے لیے قبل از وقت احتیاطی تدابیر بھی کی جا سکتی ہیں۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد:2، صفحہ:49